© rasailojaraid.com

مولانا محمد جعفر پھلواروی

ابنِ حجر عسقلانی

مشہور "ابنِ حجر" دو ہیں - ایک عسقلانی ہیں اور دوسرے مکی ہیتمی ــــ دونوں شافعی المذہب ہیں عسقلانی محدث ہیں اور مکی فقیہ۔ ہم دونوں کے حالات لکھیں گے اور آغاز عسقلانی سے کر رہے ہیں کیونکہ یہ زمانی تقدم رکھتے ہیں۔

ان کا نام احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن محمود بن حجر ہے۔ لقب شہاب الدین اور کنیت ابو الفضل ہے۔ نسباً بنی کنانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ فلسطین کے جنوبی ساحل پر ایک مشہور جگہ ہے جسے عسقلان کہتے ہیں۔ یہ جگہ صلیبی جنگوں کے لیے مشہور ہے۔ عسقلان قدیم مصر ہی کا حصہ تھا۔ یہ ولادت نشو و نما، وطن اور مدفن ہر لحاظ سے مصری ہیں۔ ان کی ولادت شعبان ۷۷۳ھ میں ہوئی۔ کہتے ہیں کہ ان کے والد کی کوئی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ کبیدہ خاطر رہتے تھے۔ پھر یہ ایک درویش شیخ صناقیری کے پاس گئے۔ انھوں نے دعا کی اور فرمایا کہ تمھاری پشت سے ایک ایسا زندہ فرزند پیدا ہوگا جو ایک دنیا کو اپنے علم سے معمور کر دے گا۔ ابن حجر مصر میں تو تھے ہی۔ یہاں سے طلب علم کے لیے اسکندریہ، شام، قبرص، عراق، حلب، حجاز اور یمن وغیرہ کا سفر کیا اور ہر جگہ ائمہ فن کے علمی چشموں سے سیراب ہوتے رہے۔ انھیں نثر اور نظم دونوں پر کمال درجے کی قدرت حاصل تھی۔

جلال الدین سیوطی طبقات الحفاظ میں لکھتے ہیں:

۱؎ مشہور عسقلانی بھی تین ہیں اور تینوں ابن حجر کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک تو خود مذکور عسقلانی کے صاحبزادے محمد بن احمد بن علی بن حجر عسقلانی ہیں جنھوں نے اپنے والد کی نخبۃ الفکر کی شرح نتیجۃ النظر فی شرح نخبۃ الفکر لکھی ہے دوسرے علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد بن حجر ہیں جن کا زمانہ ولادت اور وفات ۷۷۰ ہے۔ یہ بھی عسقلانی مصری کنانی، شافعی ہیں۔ دیکھیے ابن العماد کی شذرات الذہب ج ۲، ص ۲۵۲، ۲۵۳۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تعلم الشعر فبلغ فیہ الغایۃ، ثم طلب الحدیث فسمع الکثیر و رحل و تخرج بالحافظ ابی الفضل العراقی و برع فیہ و تقدم فی جمیع فنونہ و انتهت الیہ الرحلۃ و الریاسۃ فی الحدیث فی الدنیا باسرها۔ فلم یکن فی عصرہ حافظ سواہ۔

(ابن حجر عسقلانی نے) فن شعر سیکھا تو حد کمال تک پہنچ گئے۔ پھر علم حدیث حاصل کرنے کی طرف توجہ دی تو بکثرت ائمہ سے سماع حاصل کیا اور عراق جا کر حافظ ابو الفضل عراقی سے علم حدیث حاصل کیا۔ اور اس میں یگانۂ روزگار ہوئے۔

یوں تو ابن حجر تمام علوم میں طاق تھے لیکن ساری دنیا میں چونکہ ان کے سوا کوئی حافظِ حدیث نہ تھا اس لیے اس فن کی امامت انہی کے حصے میں آئی اور سارے محدثین کے مرجع یہی ہوئے۔

ان کی تمام تصانیف ان کے زمانے ہی میں خاصی مقبول ہو گئی تھیں اور دور دراز سے ان کی کتابوں کی مانگ ہونے لگی تھی۔ فنِ حدیث میں خود ان کے اساتذہ و شیوخ بھی ان کی عظمت و جلالت کے قائل ہو گئے تھے بلکہ وہ لوگ ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے۔ کتابیں پڑھنے میں تو انھیں غیر معمولی کمال حاصل تھا۔ اس کا اندازہ یوں کیجیے کہ چار نشستوں میں پوری سنن ابن ماجہ ختم کر لی اور چار ہی نشستوں میں صحیح بخاری پڑھ ڈالی جس میں صرف دو دن اور چند گھنٹے لگے۔ نسائی کی سنن کبیر صرف دس نشستوں میں شرف الدین بن کویک کو سنا ڈالی۔ ہر نشست چار گھنٹے کی ہوتی تھی۔ طبرانی کی معجم صغیر تو ظہر و عصر کے درمیانی وقفے میں ختم کر لی، حالانکہ اس میں اسانید کے ساتھ ڈیڑھ ہزار احادیث ہیں۔

ان کا نظام الاوقات تین حصوں میں منقسم تھا۔ مطالعہ، تصنیف اور عبادت۔ یہ دمشق میں تقریباً دو ماہ رہے اور اس دوران اپنے نظام الاوقات کو جاری رکھنے کے باوجود احادیث کی سو جلدیں پڑھ ڈالیں۔ بقول سیوطی انھوں نے زائد از یکہزار نشستوں میں املائے حدیث کرائی۔ ان کی تصانیف کی تعداد ایک سو پچاس سے زیادہ ہے اور یہ سب کی سب جلال الدین سیوطی کی تصانیف سے زیادہ بہتر و محکم تر ہیں۔ سیوطی کی تصانیف اگرچہ تعداد میں کہیں زیادہ ہیں اور پانچ سو بتائی جاتی ہیں۔ لیکن جو علمی مواد عسقلانی کی تصانیف میں ہے وہ سیوطی کی تصانیف میں نہیں۔

نواب سید صدیق حسن خان صاحب نے سیوطی کو ابن حجر عسقلانی کا شاگرد بتایا ہے۔ (دیکھیے الحطۃ بالاسوۃ الحسنۃ والسنۃ) لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ سیوطی کی ولادت ۸۴۹ھ ہے اور ابن حجر کا سال وفات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۸۵۲ھ ہے۔ گویا اس وقت سیوطی صرف تین سال کے تھے۔ ظاہر ہے اس عمر میں سیوطی شاگردی کیا کر سکتے تھے؟

ابن حجر عسقلانی کی سب سے قیمتی تصنیف فتح الباری ہے جو صحیح بخاری کی شرح ہے۔ ابن حجر نے فتح الباری سے کہیں زیادہ مفصل شرح بھی لکھنی شروع کر دی تھی لیکن یہ پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکی۔ سیوطی نے ابن حجر عسقلانی کی جن تصانیف کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں:

تعلیق التعلیق - تہذیب التہذیب - تقریب التہذیب - لسان المیزان - الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ - الایضاح بنکت ابن الصلاح - الرجال الاربعۃ - نخبۃ الفکر و اس کی شرح[1] - الالقاب وتبصیر المنتبہ بتحریر المشتبہ - تقریب المنہج بترتیب المدرج۔

ان کے علاوہ جن تصانیف کا ذکر بستان المحدثین میں شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے کیا ہے وہ یہ ہیں:

اللباب فی شرح قول الترمذی وفی الباب - اتحاف المہرۃ باطراف العشرۃ - اطراف المسند المعتلی باطراف المسند الحنبلی - الاحتفال ببیان احوال الرجال - طبقات الحفاظ - الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف - نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ[2] - ہدایۃ الرواۃ فی تخریج احادیث المصابیح والمشکوٰۃ - تخریج احادیث الاذکار والاعلام ببیان ما فی القرآن من الابہام - نزہۃ السامعین فی روایۃ الصحابۃ عن التابعین - المجموع العام فی آداب الشرب والطعام ودخول الحمام - توالی التانیس بمناقب محمد بن ادریس - نعم السنوح والانوار بخصائص المختار - انباء الغمر بابناء العمر - الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ - بلوغ المرام فی احادیث الاحکام - قوت الحاج فی عموم المغفرۃ للحجاج - الخصال المکفرۃ للذنوب المتقدمۃ والمتاخرۃ - الخصائل الموجبۃ للظلال - بذل الماعون فی فضل الطاعون - الامتاع بالاربعین

[1] نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر

[2] نصب الرایۃ لاحادیث الہدایۃ فی فروع الفقہ الحنفی کے نام سے ایک کتاب عسقلانی سے پہلے جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن محمد زیلعی لکھ چکے تھے۔ عسقلانی کی وفات ۸۵۲ھ اور زیلعی کی وفات ۷۶۲ھ میں ہوئی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

المتباینۃ ۔ بشرط السماع ۔ مناسک الحج ۔ الاحادیث العشاریۃ ۔ الادیعون العالیہ لمسلم علی البخاری ۔ دیوان الخطب الازھریۃ ۔ دیوان الشعر (و المنتخب منہ) ان کے دیوان کے سات حصے ہیں ۔ نبویات ۔ ملوکیات ۔ اخوانیات ۔ غزلیات، متفرقات، موشحات، مقاطیع ۔ پہلا قصیدہ نعتِ نبوی میں ہے جس میں صحیح بخاری کو رمضان ۷۹۸ھ میں ختم کرنے کا ذکر ہے ۔ جن اشعار سے آغاز ہوتا ہے وہ یہ ہیں :

لو ان عذولی لو سلک اسلموا   لوو ب الرجوت انی فی المحبۃ اسلم

کاش میرے ملامت کرنے والے پر ہی رضا کے لیے   تو مجھے امید ہوتی کہ میں محبت میں زیادہ محفوظ (از ملامت) ہوں

کیف السبیل لکتم اسرار الھویٰ   ولسان دمعی بالغرام یترجم

محبت کے بھید کو چھپانے کی کیا صورت ہو سکتی ہے جبکہ میرے آنسوؤں کی زبان میرے عشق کی ترجمانی کرنے لگتی ہے ۔

لام العواذل کل صادٍ للقا   وملامھم عین الخطا ان یعلموا

ملامت کرنے والے ہر مشتاقِ ملاقات پر ملامت کیا کرتے ہیں لیکن اگر انھیں عقل ہو تو وہ سمجھ لیں کہ ان کی ملامت نہایت بے جا ہے ۔

لم یعلموا بمن الھویٰ لکنھم   لاموا لعلمھم بانی مغرم

انھیں معلوم نہیں کہ محبت کس کی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ میں بیمارِ عشق ہوں اس لیے وہ ملامت کرنے لگتے ہیں ۔

لاموا و لما یاتھم تاویل ما   لاموا علیہ لانھم لم یفھموا

وہ چونکہ فہم نہیں رکھتے اس لیے وہ جس بات پر ملامت کرتے ہیں وہ اس کی حقیقت نہ جاننے کی وجہ سے کرتے ہیں ۔

ان ابرمونی بالملام فان لی   صبراً سینقض کل ما قد ابرموا

اگر محض مجھے خاموش کرنے کے لیے ملامت کرتے ہیں تو میرے پاس صرف صبر ہے ۔

سلہ ایسا منظوم جس میں ایک ہی قافیے کی پابندی نہ ہو ۔ یہ اہلِ اندلس کا اختراع ہے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو اُن کی تمام ملامتوں کا توڑ ہے۔

ما شاهدوا ذالك الجمال وتدبروا فانا الاصم عن الملام وهو عمو ا

جس جمال کا مجھے مشاہدہ ہوا ہے انھیں نہیں ہوا ہے اس لیے مَیں ملامتوں کی طرف سے بہرا ہوں اور وہ (مشاہدہ نہ ہونے کی وجہ سے) اندھے ہیں۔

پھر آخر میں کہتے ہیں:

یا من له سنن و آثار اذا تلیت یری الاعمیٰ ویغنی المعدم

اے وہ ذاتِ گرامیؐ جس کی سنتیں اور آثار تلاوت کیے جائیں تو اندھے کو بینائی حاصل ہو جائے اور فقیر غنی ہو جائے۔

ثم الصلوٰۃ علی النبیؐ فانه یبدی به الذکر الجمیل ویختم

پھر اس نبی پر درود ہو جس کے نام سے ذکر جمیل کا آغاز ہوتا ہے اور اسی پر اختتام ہوتا ہے۔

ایک دوسرے قصیدہ نعتیہ میں ابنِ حجر کہتے ہیں:

ایا خیر خلق الله دعوۃ مذنب تخوف من نار الجحیم توقدا

اے بہترین مخلوقات! ایک گناہ گار کی فریاد سنیے جو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ سے خوف زدہ ہے۔

له سند عال بمدحك نیّر وبابك (مسی) منه اسنی واسند

اس کے پاس تیری مدح کی ایک عالی اور روشن سند ہے اور تیری چوکھٹ اس سے بھی روشن تر اور بلند تر ہے

وانت الذی جنبتنا طارق الردی وانت الذی عرفتنا طرق الهدی

آپ وہ ہیں جسے مسافر شب کی طرح چٹانوں کے ٹکراؤ سے محفوظ رکھا گیا اور آپ وہ ہیں جسے صحیح راستوں کی پہچان عطا کردی گئی ہے۔

الا لیت شعری هل ابیتن لیلة بمکة اشفی ذا الفؤاد المفندا

اے کاش مَیں مکے میں ایک رات گزاروں اور اپنے بہکے ہوئے دل کو تشفی دوں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واھل لی ان اردن وماء النعیم بزمزم وھل لی ان اروی واشفی واسعدا

اور ہیں آب زمزم کی نعمت حاصل کر کے سیرابی شفا اور سعادت حاصل کرنا

وانی لصاد صادر عن موادری الی ان اری من عین زمزم موردا

میں مشتاق ہوں کہ اپنے تمام چشموں سے دور ہو کر چشمۂ زمزم کے گھاٹ کو دیکھ لوں۔

فیارب حقق لی رجائی فانی اخاف بان اقصی طویلا واطردا

اے میرے رب! میری ان امیدوں کو بر لا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ میں کہیں بہت دور نہ پھینک دیا جاؤں۔

وحاشاک ان تقصی عن الباب مخلصا بتوحیدہ یرجو رضاک لیسعدا

نہیں نہیں ایک ایسے مخلص شخص کو جو اپنی توحید سے سعادت حاصل کرنے کے لیے تیری رضا کا طلبگار ہو تو دور نہیں رکھے گا۔

ابن حجر کی قادر الکلامی کا اندازہ کرنے کے لیے ایک واقعہ اور سن لیجیے جو شاہ عبد العزیز دہلوی نے بستان المحدثین میں لکھا ہے شیخ شمس الدین مصری کو ایک حدیث کے متعلق معلوم کرنا تھا کہ یہ کہاں کی روایت ہے اور کس پائے کی ہے؟ شیخ موصوف نے یہ سوال ابن حجر سے کیا اور سوالنامہ منظوم کر کے بھیجا۔ ابن حجر نے برجستہ اور فی الفور جواب لکھا اور یہ جواب بھی منظوم تھا اور اسی بحر اور اسی قافیے میں تھا۔ گویا ابن حجر جس پائے کے محدث تھے اسی پائے کے ادیب اور قادر الکلام شاعر بھی تھے پہلے شیخ شمس الدین مصری کا سوالنامہ منظوم سنیے!۔

یاحافظ العصر ویا من لہ تشد من اقصی البلاد الرحال

یا اماماً للوری بابہ محط آمال الثقات الرجال

ابن العماد الشافعی ادعی وردد ما فاہ بہ فی المقال

شرا ذکم عن انکم اذ من الغبیر المروی حقا یقال

فھل اتی من مسند ما ادعی او اثر یرید اھل الکمال

بین رعاک اللہ یا سیدی جواب ما ضمنتہ فی السؤال

لازلت یا مولی لنا دائماً فی الحال والماضی کذا فی المآل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"اے اس زمانے کے حافظِ حدیث اور اے وہ جس کے پاس دُور دراز ملکوں سے لوگ رختِ سفر باندھ کر آتے ہیں۔

اے دنیا کے امام جس کی جو کھٹ ثقہ لوگوں کی امید گاہ ہے۔

ابنِ عمادؔ[1] شافعی دعوے کرتے ہیں کہ انھوں نے جو بات کہی ہے وہ ایک حدیث ہے جو موجود ہے۔

حدیث یہ ہے کہ: تم میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو مجرد (چھڑے غیر شادی شدہ) ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ ایک حدیث ہے جو مروی ہے۔

تو جو دعویٰ انھوں نے کیا ہے کیا وہ واقعی کسی مسند میں ہے؟ یا وہ کوئی اثر ہے جسے اہلِ کمال (محدثین) روایت کرتے ہیں؟

اے سیدی! میں نے جو سوال کیا ہے اس کے جواب کو وضاحت سے بیان کیجیے اللہ تعالیٰ آپ کو نیک توفیق بخشے۔

اے مہربان! آپ ہمیشہ ماضی و حال میں ہمارے مددگار رہے ہیں اور آیندہ بھی رہیں گے۔

ان الفاظ میں یہ چیز قابلِ غور ہے کہ سائل کتنے ادب سے گفتگو کر رہا ہے اور کس طرح ابنِ حجر عسقلانی کے فضل و کمال کا اعتراف کر رہا ہے۔ اس کے جواب میں فی البدیہہ اسی زمین میں ابنِ حجر نے جو جواب لکھا وہ یوں ہے:

اھلا بھا بیضاء ذات الکمال — بالنقش یزھو ثوبھا بالصقال
مُنّت بوصل بعد فصل شفی — من الم الفرقة بعد اعتلال
تسأل ھل جاء لنا مسند — عمن له المجد سما والکمال
ذم الی الغزبة قلنا نعم — من مال عن الف وفی الکف مال
اراذل الاموات عزابکم — شرارکم عزابکم یا رجال
اخرجه احمد والموصلی — والطبرانی الثقات الرجال

---

[1] یہ محمد بن احمد بن عماد بن یوسف بن عبدالنبی اقفہسی شافعی ہیں جو قاہرہ میں ۷۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۶۶ھ میں وفات پائی۔ یہ صاحبِ تصانیف ہیں۔ دیکھیے معجم المؤلفین (عمر رضا کحالہ) ج ۸، ص ۳۰۱، ۳۰۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من طرق فیہا اضطراب وکلا   یخلو من الضعف علی کل حال

میں خوش آمدید کہتا ہوں اس سفید سرگین آنکھ والی کو جس کے کپڑے صیقل شدہ (صاف ستھرے سفید) اور اس پر گل کاری نمایاں ہے۔ اس نے جُدائی کے بعد ملنے کی مہربانی کی جس نے بیماری کے بعد جدائی کی تکلیف سے شفا دی۔

آپ پوچھتے ہیں کہ کیا ہمارے پاس اہلِ مجد کمال کی کوئی ایسی باسند روایت ہے جس میں تجرد (بے زوج زندگی) کی مذمت کی گئی ہو؟

تو ہمارا جواب یہ ہے کہ: ہاں بشرطیکہ وہ شخص اپنے پاس مال رکھتے ہوئے بھی الفتِ زوج حاصل کرنے سے متنفر ہو۔

تمہارے چھڑے تو مُردوں کی سی بے لبی چاہتے ہیں۔ اس لیے اے لوگو! تم میں بدترین لوگ وہ ہیں جو چھڑے ہیں۔

یہ حدیث (احمد) موصلی اور طبرانی جیسے ثقہ حضرات نے روایت کی ہے لیکن یہ ایسے طرق (اسانید) سے بیان ہوتی ہے جس میں اضطراب ہے اور بہرحال یہ ضعف سے خالی نہیں۔

ابنِ حجر کے اس جواب سے ان کی حاضر دماغی، برجستگی، قادر الکلامی اور وسعتِ نظر کا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔

ابنِ حجر حدیث میں جو اعلیٰ مقام رکھتے ہیں اس کا سرسری اندازہ تو ان کی تصانیف کی فہرست ہی سے ہو جاتا ہے۔ یہ فنِ حدیث کی طرح فنِ رجال کے بھی امام ہیں۔ فنِ رجال پر اگر ابنِ حجر کی کتابیں نہ ہوتیں تو آج یہ فن بالکل ہی ناقص رہتا۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ امام فنِ حدیث ہونے کے ساتھ ساتھ یہ کمال درجے کے ادیب اور قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ شاعر کے لیے صرف شعر گو ہونا کافی نہیں اسے زندہ دل اور نکتہ سنج بھی ہونا چاہیے۔ ابنِ حجر کوئی خشک قسم کے شاعر نہ تھے زندہ دلی اور بذلہ سنجی کا خاصہ عنصر بھی رکھتے تھے۔

یہ قاضی القضاۃ تھے۔ جب معزول ہوئے تو ان کی جگہ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن علی قایانی بھیجے گئے۔ چارج دیتے وقت ابنِ حجر نے یہ قطعہ پڑھا:

عندی حدیث ظریف بمثلہ یتغنی   من قاضیینِ یعزی ذا وذا یہنّی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بقول ذا اکس هونی و ذا بقول اسْترحنا   ویکذ بان جمیعا فمن یصدق منا

میرے پاس ایک دلچسپ بات ہے جسے الاپنا چاہیے۔ یہ دو قاضیوں کی بات ہے جن میں ایک سے اظہار افسوس کیا جاتا ہے اور دوسرے کو مبارک باد دی جاتی ہے۔

ایک کہتا ہے کہ مجھے (یہ عہدۂ قضا سنبھالنے پر) لوگوں نے مجبور کیا اور دوسرا کہتا ہے کہ مجھے اس جھنجھٹ سے نجات ملی۔ دراصل دونوں جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں۔ پھر ہم دونوں میں سچا کون ہے؟

ابنِ حجر کے ساتھ ایک لطیفہ یہ ہوا کہ جب سلطان نے مدرسۂ مؤیدیہ بنوایا تو اس کا شمالی منارہ جھک گیا اور اس کے گر جانے کا خطرہ پیدا ہوا۔ فرمانروا نے اسے توڑ کر از سرِ نو بنانے کا حکم دیا۔ اتفاق سے شارح بخاری بدرالدین عینیؒ اسی منارے کے پاس بیٹھ کر درس دیا کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر نے چند شعر لکھے اور بادشاہ کو سنا بھی دیئے۔ شعر یہ ہیں:

لجامع مولانا المؤید رونق   منارته بالحسن یزهو و بالزین
تقول وقد مالت عن القصد امهلوا   فلیس علی جسمی اضر من العین

ہمارے فرماں روا مؤید باللہ کی اس درس گاہ میں بڑی رونق ہے اس کا منارہ زیب و زینت میں نمایاں ہے۔

وہ اپنے اعتدال (راست قامتی) سے جھک کر کہہ رہا ہے کہ مجھے چھوڑ دو مہلت دو کیونکہ جسم میں آنکھ کی تکلیف سے زیادہ کسی عضو کی تکلیف نہیں ہوتی۔ (شعر میں عین کو عینی کی طرح پڑھا جائے گا۔ جس سے ذہن بدرالدین عینیؒ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے)

لوگوں نے یہ واقعہ عینیؒ تک پہنچا دیا اور کہا کہ ابنِ حجر نے آپ پر تعریض کی ہے۔ عینی کو بڑا غصہ آیا وہ خود شاعر نہ تھے اس لیے گرد و نواح سے شعرا کو بلوا کر اس کا جواب لکھوایا اور خوب اشاعت کی۔

وہ شعر یہ ہیں:

منارۃ لعروس الحسن قد جلیت   وهدمها بقضاء اللہ والقدر

۵ یہ علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ ہیں اور عمدۃ القاری کے نام سے ان کی بھی ضخیم شرح بخاری ہے جو ۲۶ سال کی محنت کے بعد ۸۴۷ھ میں مکمل ہوئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قالوا اصبیت بعین قلت ذا غلط ۔۔۔ وما او جب الهدم الاخیبة الحجر

عروسِ حسن کے لیے منارہ ایک واضح نشان تھا اور اس کا انہدام قضاء و قدر کی طرف سے ہوا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس کی آنکھ (عین) میں تکلیف ہوگئی ہے میں کہتا ہوں یہ بالکل غلط ہے۔ دراصل اس کو حجر (پتھر) خراب ہونے کی وجہ سے ڈھانا پڑا ہے۔ (لفظ حجر میں ابنِ حجر پر تعریض ہے)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی وفات شب ہفتہ ۲۸ ذی الحجہ ۸۵۲ھ میں بمقام قاہرہ ہوئی اور بنی جزولی کے قبرستان سے متصل قرافہ صغریٰ میں مدفون ہوئے۔ جنازے پر غیر معمولی اژدحام تھا۔ بادشاہ نے حصول برکت کے لیے پہلے خود کاندھا دیا پھر باقی اعیان و روسا نے انھیں یکے بعد دیگرے کاندھا دے کر آخری آرامگاہ تک پہنچایا۔ ان کی وفات سے علم حدیث کی رونق جاتی رہی۔ حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر و القاهرۃ میں لکھتے ہیں کہ شاعرِ عصر شہاب الدین منصوری کا بیان ہے کہ میں جنازہ میں موجود تھا۔ موسم باراں نہ ہونے کے باوجود ان کے جنازے پر بارش ہوئی۔ اس وقت شہاب شاعر نے برجستہ کہا سہ

قد بکت السُّحُبُ علی ۔۔۔ قاضی القضاۃ بالمطر

وانهدم الرکن الذی ۔۔۔ کان مشیّد امن حجر

قاضی القضاۃ (ابنِ حجر عسقلانی) کی موت پر بادلوں نے بارش کے آنسو بہائے۔

اور وہ ستون جو حجر (پتھر) بنا ہوا تھا آج گر گیا۔

شیخ ادیب شہاب الدین حجازی نے کوئی پچاس شعر کا طویل مرثیہ ان کی وفات پر لکھا۔ ہم اس کو اور ترجمے کو یہاں بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہیں۔

حافظ ابنِ حجر کا ذکر بے شمار کتابوں میں موجود ہے جو لوگ اس مضمون کو اور وسعت دینا چاہیں وہ مندرجہ ذیل کتابوں کو دیکھیں:

الضوء اللامع (سخاوی) ج دوئم ص ۳۶ ۔ حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و القاہرہ (سیوطی) ج اول، ص ۲۰۶ تا ۲۰۸ ۔ القلائد الجوہریہ (ابن طولون) ص ۳۳۱ تا ۳۳۳ ۔ شذرات الذہب (ابن العماد حنبلی) ج ۷، ص ۲۷۰ تا ۲۷۳ ۔ البدر الطالع (شوکانی) ج اول ص ۸۷، ۹۲ نظم العقیان (سیوطی ص ۴۵، ۵۳ ۔ مفتاح السعادۃ (طاش کبری) ج اول ص ۲۰۹، ۲۱۱ ۔ اتحاف النبلاء (صدیق حسن) ص ۱۹۳ تا ۱۹۷ ۔

© rasailojaraid.com